سنی کانفرنس اور صوفی کانفرس میں فرق

ڈاکٹر نوشاد عالم چشتی اور دوسرے احباب مسلسل اصرار کر رہے ہیں کہ اب قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی ذات پر انگلی اٹھ رہی ہے، لہذا آپ کو کچھ ضرور تحریر کرنا چاہیے، یا کم از کم متذکرہ دونوں کے درمیان فرق کی وضاحت کرنی چاہیے۔

خیال رہے کہ برسوں سے لوگ میرے مزاج سے واقف ہیں کہ میں باہمی اختلافات میں خموشی بہتر سمجھتا ہوں، تاہم بات والد گرامی علیہ الرحمہ کی ہے، اس لیے اپنے مزاج کے برخلاف چند سطریں قارئین کے گوش گزار کر رہا ہوں۔ اور یہ بھی پیش نگاہ رہے کہ مقصود صرف دونوں کے درمیان خط فاصل کھینچنا ہے اور بس، رہی بات کیا غلط ہے اور کیا درست ہے، اس حوالے سے ارباب حل وعقد جو کچھ لکھ رہے ہیں، وہی بہت ہے۔ دوسری بات یہ کہ متذکرہ پس منظر میں یہ میری پہلی اور آخری تحریر ہوگی، لہذا مجھ سے مزید جواب اور جواب الجواب کی توقع نہ کی جائے۔

۱۔ سنی کانفرنس میں "بھارت ماتا کی جے" کا نعرہ نہیں لگا، خیال رہے کہ مجھے یہ اعتراف ہے کہ صوفی کانفرس میں منتظمین نے یہ نعرہ نہیں لگایا تھا، تاہم ضروری تھا کہ منتظمین کی جانب سے کھلے الفاظ میں اس کی جگہ تردید بھی ہوتی۔

۲۔ سنی کانفرنس میں غیر مسلم مدعو نہیں کیے گئے۔

۳۔ سنی کانفرنس کا افتتاح وزیر اعظم ہند نے نہیں کیا۔

۴۔ سنی کانفرنس میں کسی فرقہ پرست شخصیت کو مدعو نہیں کیا گیا۔

۵۔ سنی کانفرنس میں شرکا ءکانفرنس کی آمد کے حوالے سے کذب بیانی نہیں کی گئی۔ خیال رہے کہ صوفی کانفرنس میں بھی عزیز ملت علامہ عبدالحفیظ صاحب مدظلہ العالی کی تصویر کے ساتھ اشتہار شائع ہوا، جب کہ انہوں نے شرکت سے پہلے ہی معذرت کر لی تھی۔ اسی طرح امین ملت حضرت امین میاں صاحب قبلہ کی تصویر کے ساتھ بھی آمد کے اشتہارات شائع ہوئے۔ اسی طرح یہ اطلاعات بھی موصول ہوئیں ہیں کہ پروگرام کی صبح برقی میڈیا پر یہ خبر پھیلائی گئی کہ حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی دہلی آ چکے ہیں، وہ شریک اجلاس ہوں گے۔

۶۔ سنی کانفرنس کے کسی اجلاس میں بے پردہ خواتین شریک نہیں ہوئیں۔

۷۔ سنی کانفرنس میں حکومت کی کارکردگی پر بہانگ دہل تنقیدیں ہوئیں اور ان کے خلاف نعرے لگائے گئے، تاہم موجودہ بھاجپائی حکومت میں جس طرح فرقہ پرست عناصر مسلمانوں کے خلاف زہر اگل رہے ہیں اور خود اراکین حکومت بھی حوصلہ افزائی کر رہے، اس سے ہر خاص وعام اچھی طرح واقف ہے، لیکن پورے چہار روزہ پروگرام میں ایک بار بھی کسی سے ایک جملہ تک کہنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

۸۔سنی کانفرنس میں سماع اور رقص وسرور کی محفل نہ سجائی گئی۔

۹۔سنی کانفرنس کو ہندوستان میں اہل سنت وجماعت کے سارے بڑے مراکز کی حمایت وتائید حاصل رہی اور علامتی طور پر سب شریک بھی ہوئے۔

۱۰۔سنی کانفرنس میں مرد وعورت کہیں بھی ساتھ ساتھ بیٹھے ہوئے نہ دیکھے گئے۔

۱۱۔سنی کانفرنس میں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی ستائش کرنے والوں کو ہدف تنقید نہیں بنایا گیا۔

۱۲۔سنی کانفرنس میں اکابرین اہل سنت کی نظروں میں متہم ومشکوک ڈاکٹر طاہر القادری جیسی شخصیت کو مدعو نہیں کیا گیا۔

۱۳۔سنی کانفرنس میں شرعی پس منظر میں کوئی قابل گرفت جملے نہ کہے گئے، جس طرح ڈاکٹر طاہر القادری نے کہے کہ صوفی کسی پر فتویٰ نہیں لگاتا ہے۔

۱۴۔سنی کانفرنس کے لیے ناقابل فہم وادراک نہیں، بلکہ محال ڈینگیں نہیں ہانکی گئیں، جیسا کہ پاکستان سے شائع ہونے والے اخبارات اور برقی میڈیا میں شائع ہوتا رہا کہ ڈاکٹر طاہر القادری کے خطاب کے حوالے سے صوفی کانفرنس کے لیے لاکھوں دعوت نامے تقسیم کر دیے گئے ہیں اور تیس لاکھ افراد کی شرکت کی توقع ہے۔یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ رام لیلا میدان میں ہندوستانی لوکل ٹرین کی طرح لوگ ٹھونسے جائیں تب بھی دو لاکھ سے زیادہ نہیں سما سکتے ہیں۔

۱۵۔سنی کانفرنس میں آر ایس ایس کی لے سے لے ملا کر متحدہ قومیت کی تائید وتوثیق نہیں کی گئی۔

نوٹ: رہی بات کہ ''سنی کانفرنس'' حکومت کے مالی تعاون سے ہوئی تھی، تو اس حوالے سے ہمارے پاس کوئی حتمی ثبوت نہیں ہے، اور ناظم کانفرنس دنیائے فانی سے کوچ کر چکے ہیں، اس لیے اب تصدیق ہونی مشکل بھی ہے۔لہٰذا، اس باب کو ہمیشہ کے لیے بند کر دیجیے۔**ویسے بھی ''صوفی کانفرنس'' کے ناظم کب اعتراف کر رہے ہیں کہ انہیں حکومت سے مالی تعاون حاصل رہا ہے، تو پھر متذکرہ دونوں کانفرنسوں کے پس منظر میں ''حکومتی تعاون'' اور ''عدم تعاون'' کے حوالے سے ''قدر مشترک'' تلاش کرنے کی زحمت ہی کیوں اٹھائی جا رہی ہے؟ پہلے زمین کے اوپر والے سے تصدیق کروا لیجیے، پھر زمین کے نیچے والے تک پہنچنے کی کوشش کر لیجیے گا!**

گزارش: یقین کیجیے کہ بادل ناخواستہ یہ جملے سپرد قلم ہوئے ہیں، تاہم اپنے احباب سے بھی اور بزرگوں سے بھی، گزارش ہے کہ قائد اہل سنت علیہ الرحمہ اس دنیا میں نہیں رہے ہیں، لہٰذا اگر ان کی خدمات کی ستائش نہ کر سکتے ہوں، تو کم از انہیں ہدف تنقید نہ بنایا جائے۔

غلام زرقانی قادری

(جانشین قائد اہل سنت علیہ الرحمہ)

ارمئی ۲۰۱۶ء